مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دو ہاتھ سے؟!

مولانا محمد نعمان

مصافحہ دو ہاتھ سے کرنا مسنون عمل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا۔ نیز عقلاً بھی اپنے مسلمان بھائی سے دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں جس قدر تواضع، انکساری، الفت ومحبت، اور بشاشت کی جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں نہیں ہے۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح بخاری'' میں دو باب قائم کیے: ۱:.....باب المصافحة، ۲:..... باب الأخذ باليدين المصافحة۔

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتلایا کہ مصافحہ کرنا سنت عمل ہے، اس کے لیے آپ نے چار دلیلیں نقل کیں:

۱:.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا اس حالت میں کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا:

''وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ: عَلَّمَنِيْ النَّبِيُّ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ، وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ۔''(۱)

۲:.....حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی:

''قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّأَنِيْ۔''(۲)

۳:.....حضرت قتادہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں مصافحہ کا رواج تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! ضرور تھا:

''عَنْ قَتَادَةَؒ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍؓ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔''(۳)

۴:.....عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا:

www.banuri.edu.pk

''كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔''(۴)

ان چاروں دلیلوں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مصافحہ کرنا مسنون عمل ہے۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الأدب المفرد'' میں بھی باب قائم کیا ہے: ''باب المصافحة'' اور اس کے تحت دو احادیث نقل کی ہیں۔

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک مصافحہ کرنا بہترین عمل ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے، اور اس پر (اہلِ علم) کا اجماع ہے:

''قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ الْمُصَافَحَةُ حَسَنَةٌ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ....وَقَالَ النَّوَوِيُّ: الْمُصَافَحَةُ سُنَّةٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهَا عِنْدَ التَّلَاقِي۔''(۵)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد دوسرا باب قائم کیا ہے: ''باب الأخذ باليدين'' اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کا طریقہ بتلایا کہ مصافحہ دو ہاتھوں کے ساتھ ہونا چاہیے، اس کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ دلیل دو کبار محدثین کا عمل پیش کیا کہ وہ دو ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے:

''وَصَافَحَ حَمَّادُبْنُ زَيْدٍ،ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ۔''

''حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو کہ امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا، اپنی معروف کتاب ''التاريخ الكبير'' میں اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ کے ترجمہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

''إِسْمَاعِيل بن إِبْرَاهِيم بن الْمُغِيرة الجُعفي،أبو الْحَسَن رأى حماد بْن زيد صافح ابْن المبارك بكلتا يديه۔''(۶)

نیز اس بات کو فنِ رجال اور حدیث کے دو مشہور ائمہ علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بغیر کسی نکیر کے نقل کیا ہے: دیکھئے تفصیلاً: سیر أعلام النبلاء، ترجمۃ: أبو عبداللہ البخاری محمد بن اسماعیل، ج: ۲۱، ص: ۲۹۳۔ تہذیب التہذیب: حرف الألف، ترجمۃ: اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ، ج: ۱، ص: ۲۷۴۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے والے امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا مقام محدثین کی نظر میں کس قدر کا ہے، اس کا اندازہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے القابات اور محدثین کے ان کے متعلق اقوال سے لگائیں، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

''العَلَّامَةُ،الحَافِظُ،الثَّبْتُ،مُحَدِّثُ الْوَقْتِ، أَحَدُ الْأَعْلَامِ۔''

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں کے امام اپنے اپنے زمانے میں چار حضرات تھے، کوفہ کے امام سفیان ثوریؒ، حجاز کے امام مالکؒ، شام کے امام اوزاعیؒ، بصرہ کے امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہم:

www.banuri.edu.pk

’’قَالَ عَبْدُالرَّحْمنِ بنُ مَهْدِیّ: أَئِمَّةُالنَّاسِ فِیْ زَمَانِهِمْ أَرْبَعَةٌ : سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ بِالْکُوْفَةِ ، وَمَالِکٌ بِالْحِجَازِ، وَالْأَوْزَاعِیُّ بِالشَّامِ ، وَحَمَّادُ بنُ زَیْدٍ بِالْبَصْرَةِ ۔‘‘

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے ائمہ میں سے ہیں:

’’وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَمَّادُبْنُ زَیْدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ۔‘‘

امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور انہیں چار ہزار احادیث حفظ تھیں، اور ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی، (یعنی ایسے حافظ الحدیث تھے کہ بغیر کتاب کے احادیث کا اپنے حافظے سے زبانی املاء کرواتے تھے):

’’وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ عَبْدِاللّٰهِ الْعِجْلِیُّ : حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ ثِقَةٌ ، وَحَدِیْثُهٗ أَرْبَعَةُ آلَافِ حَدِیْثٍ، کَانَ یَحْفَظُهَا، وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ کِتَابٌ۔‘‘

ان کے متعلق مزید کبار محدثین کے توصیفی وتوثیقی اقوال کے لیے تفصیلاً دیکھیں: سیر اعلام النبلاء، ترجمۃ حماد بن زید بن درھم، ج:۷، ص:۴۵۶-۴۷۵۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثر کے بعد یہ حدیث نقل کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد اس حالت میں سکھایا کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا:

’’عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْهِ التَّشَهُّدَ۔‘‘

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ’’باب الأخذ بالیدین‘‘ کے تحت اس حدیث کو نقل کر کے یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ مصافحہ دو ہاتھوں سے ہوگا، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ اس حدیث میں قابلِ غور جملہ ’’کفی بین کفیه‘‘ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا، معلوم ہوا کہ سنتِ نبویہ دو ہاتھوں سے مُصافحہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ہاتھ کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ یہ ہاتھ اس قدر خوش قسمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نبی دو ہاتھوں سے مصافحہ کرے اور صحابی ایک ہاتھ سے؟

یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی خصوصیت اور قابلِ فخر اعزاز کو بیان کر رہے ہیں، یہ مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے دوسرے ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا۔

امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے بارے میں صریح ہے، باقی رہی بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ انہوں نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا، تو یہاں راوی نے ایک ہاتھ کے ذکر پر اکتفاء کیا، ورنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کریں، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو بابرکت ہاتھوں کے ساتھ انہیں مصافحہ کریں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بہت باب بہت ہی مُستبعد ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہاں راوی نے ایک ہاتھ کے ذکر پر اکتفاء کیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ راویوں کا تعبیرات میں

بڑا اختلاف ہوتا ہے، پس وہ مختلف اعتبارات سے تعبیرات پیش کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں جو مجمل کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں جو مفصل شئے کو اجمال کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ (۷)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الأدب المفرد'' میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن رزینؒ فرماتے ہیں کہ ہم ربذہ نامی مقام کے پاس سے گزرے، ہمیں یہ بتلایا گیا کہ یہاں صحابی رسول حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں، میں ان کی خدمت میں گیا اور انہیں سلام کیا، تو انہوں نے (سلام کا جواب دیا اور) دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا، اور فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت (بھی اس طرح) دونوں ہاتھوں سے کی تھی:

''عن عبدالرحمٰن بن رزين قال: مررنابالربذة فقيل لنا: هاهنا سلمة بن الأكوع فأتيته فسلمنا عليه فأخرج يديه فقال: بايعت بهاتين نبي الله صلى الله عليه وسلم۔'' (۸)

اس حدیث میں ہے کہ صحابی رسولؐ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کیا، پھر فرمایا: میں نے انہی دونوں ہاتھوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ اسی طرح صحابی رسول حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ کبار محدث امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ دو ہاتھوں سے مصافحہ ہو، اس لیے آپ نے اس پر مستقل باب بھی قائم کیا اور اس سے متعلق روایات وآثار اپنی تینوں کتابوں: صحیح البخاری، الأدب المفرد، التاریخ الکبیر میں نقل کیے، جیسا کہ ماقبل میں کئی حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما۔'' (۹)

''جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث کے متعلق علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب (صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، ج:۱، ص:۱۳۱۷، رقم الحدیث: ۳۳۴) میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔

اس حدیث میں لفظ ''أكفهما'' جمع استعمال ہوا ہے، لفظ ''أكف''... ''كف'' کی جمع ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کردی جاتی ہے، تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ مصافحہ دو ہاتھ سے ہونا چاہیے، اس لیے کہ اگر ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوتا تو حدیث میں جمع کا لفظ استعمال نہ ہوتا، بلکہ تثنیہ کا ہوتا کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ملایا جائے، اس کے لیے ''كفاهما'' صیغہ تثنیہ ہونا چاہیے تھا، نہ کہ جمع۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَامِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ، إِلَّاكَانَ حَقًّاعَلَى اللّٰهِ أَنْ يَّحْضُرَ دُعَاءَ هُمَا، وَلَايُفَرِّقَ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا حَتّٰى يَغْفِرَلَهُمَا۔''(۱۰)

''جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوجاتا ہے کہ ان کی دُعاؤں کو سُنے اور ان دونوں کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے (اللہ تعالیٰ ان کی) مغفرت فرمادیتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ جملہ ''لَایُفَرِّقَ بَیْنَ أَیْدِیْھِمَا '' ان دونوں کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کردی جاتی ہے، اس حدیث میں ''أَیْدِیْھِمَا'' جمع استعمال ہوا ہے، اگر مصافحہ صرف ایک ہاتھ سے ہوتا تو یہاں تثنیہ ''یَدَیْھِمَا'' استعمال ہوتا ہے، حالانکہ یہاں جمع ذکر ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ''مسند أبي يعلى'' میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَامِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ إِلَّاكَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّجِيْبَ دُعَاءَ هُمَا وَلَايَرُدَّ أَيْدِيَهُمَا حَتّٰى يَغْفِرَلَهُمَا۔''(۱۱)

اس حدیث میں بھی ''أَیْدِیَھُمَا'' جمع استعمال ہوا ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ سلام اور ملاقات کے وقت مصافحہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ ہوگا:

''اَلْمُصَافَحَةُ بِالْأَيْدِيْ عِنْدَ السَّلَامِ وَاللِّقَاءِ۔''(۱۲)

نیز ائمہ فقہ کی تصریحات بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مصافحہ دو ہاتھوں کے ساتھ سنت ہے، چنانچہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''السُّنَّةُفِي الْمُصَافَحَةِ بِكِلْتَا يَدَيْهِ۔''

مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ ہو۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ملاقات کے وقت سلام کے بعد بغیر کسی حائل کے چاہے وہ کپڑا ہو یا اس کے علاوہ ہو، دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کرنا سنت ہے:

''وَالسُّنَّةُأَنْ تَكُوْنَ بِكِلْتَا يَدَيْهِ، وَبِغَيْرِحَائِلٍ مِنْ ثَوْبٍ أَوْ غَيْرِهٖ وَعِنْدَ اللِّقَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ۔''(۱۳)

نیز ''مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر'' میں بھی دو ہاتھوں کی صراحت ہے:

''وَالسُّنَّةُ فِيْ الْمُصَافَحَةِ بِكِلْتَا يَدَيْهِ۔''(۱۴)

فائدہ: ہر زبان میں واحد کا صیغہ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے: ۱:... بطور مفرد یعنی اس سے ایک ہی مراد ہو۔ ۲:... بطور جنس اس وقت صیغہ واحد کا ہوتا ہے، لیکن اس سے متعدد افراد مراد ہوتے ہیں۔

www.banuri.edu.pk

قرآنِ کریم میں ہے:

''وَلَاتَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ''۔ (۱۵)

اس آیت میں لفظ ''ید'' اسمِ جنس استعمال ہوا ہے۔

اس طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی کئی ایک اس کی مثالیں موجود ہیں، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔'' (۱۶)

''مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔''

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ۔'' (۱۷)

''جوتم میں سے برائی کو دیکھے پس وہ اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائے۔''

ان دونوں احادیث میں لفظ ''یــد'' مفرد استعمال ہوا ہے، لیکن یہاں یہ قطعاً مراد نہیں ہے کہ مسلمان کے ایک ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، اور دوسرے ہاتھ سے نہ ہوں۔ اسی طرح کسی برائی کو دیکھو تو اُس کا سدِّ باب صرف ایک ہاتھ سے کرو دوسرے ہاتھ سے نہ کرو۔ ان احادیث سے صرف ایک ہاتھ کا معنی امت میں کسی نے مراد نہیں لیا، بلکہ محدثین یہی فرماتے ہیں کہ یہاں لفظِ ''یــد'' اسم جنس ہے، تو اسی طرح وہ احادیث جو مصافحہ سے متعلق ہیں اور وہاں لفظِ ''یــــد'' استعمال ہوا ہے تو وہ بھی اسمِ جنس کے لیے ہے۔ اسی طرح ماقبل میں حدیث گزری ہے کہ مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں، تو کیا صرف ایک ہاتھ سے گناہ جھڑتے ہیں؟ دوسرے ہاتھ کے گناہ نہیں جھڑتے؟ ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا۔'' (۱۸) ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری آنکھوں میں نور پیدا فرما اور میرے کانوں میں نور پیدا فرما۔''

اس حدیث میں صیغے مفرد کے ہیں، لیکن یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اے اللہ! میری صرف ایک آنکھ اور ایک کان میں نور پیدا فرما اور دوسرے کان اور آنکھ میں نہ فرما، بلکہ یہ اسمِ جنس کے معنی میں ہے۔

اگر بالفرض ''ید'' سے اسمِ جنس والا معنی مراد نہ لیں، بلکہ ایک ہاتھ مراد لیں، تو لغتِ عرب میں ''یــــد'' کا اطلاق انگلیوں سے لے کر کندھوں تک ہوتا ہے، تو کیا اگر دو آدمی بوقتِ سلام دونوں بائیں کہنیاں یا دونوں بائیں کندھے یا دائیں ہاتھ کی کہنیاں یا کندھے ملائیں تو کیا مصافحہ والی احادیث پر عمل ہو جائے گا یا نہیں؟ کیوں کہ بایاں ہاتھ بھی تو ''ید'' ہی ہے، پاؤں تو نہیں۔ نیز اگر ''ید'' سے ایک ہاتھ بھی مراد ہو تو دو ہاتھ سے مصافحہ کی صورت میں تمام روایات پر عمل ہو جائے گا، جس طرح تین دفعہ اعضاء کو دھونے سے ایک، دو اور تین مرتبہ دھونے والی تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

باقی رہی یہ بات کہ لغت کی کتابوں میں مصافحہ کی تعریف ''إلصاق صفحة الكف بالكف'' ..... ''ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی کے ساتھ ملانا'' سے کی گئی ہے۔ لغت کی ان تعریفات سے بھی ایک ہاتھ

سے مصافحہ ثابت نہیں ہوتا، اس لیے کہ یہ تعریف تو بائیں ہاتھ پر بھی صادق آرہی ہے، لہٰذا اگر دو آدمی بائیں ہتھیلیوں کے ساتھ مصافحہ کریں تو لغتاً یہ تعریف ان پر بھی صادق آرہی ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی کے ساتھ ملا رہے ہیں، حالانکہ امت میں کوئی بھی اس مصافحہ کا قائل نہیں ہے۔ نیز اگر کوئی لفظ معنی شرعی اور لغوی کے درمیان دائر ہو جائے تو اس وقت معنی شرعی کا لحاظ رکھا جائے گا، نہ کہ معنی لغوی کا، جیسے صلوٰۃ کا معنی لغوی دُعا ہے، صوم کا معنی رکنا ہے، حج کا معنی قصد وارادہ کرنا ہے تو اب ان الفاظِ شرع سے ان کے معانی شرعیہ مراد ہوں گے نہ کہ معانیِ لغویہ، اگر لغوی معنی کا ہر جگہ لحاظ رکھا جائے اور وہی مراد لیا جائے تو شریعت کا نقشہ بدل جائے گا۔

’’یَدُوْرُ اللَّفْظُ بَیْنَ مَعْنَیَیْنِ ھُوَ فِیْ أَحَدِھِمَا حَقِیقَۃٌ لُغَوِیَّۃٌ وَفِیْ الْأٰخَرِ حَقِیْقَۃٌ شَرْعِیَّۃٌ فَالشَّرْعِیَّۃُ أَوْلٰی۔‘‘(۱۹)

’’أَلْفَاظُ الشَّارِعِ مَحْمُوْلَۃٌ عَلٰی عُرْفِہٖ لِأَنَّہُ الْمُحْتَاجُ إِلَیْہِ فِیْہِ لِکَوْنِہٖ بُعِثَ لِبَیَانِ الشَّرْعِیَّاتِ لَا لِبَیَانِ مَوْضُوْعَاتِ اللُّغَۃِ۔‘‘(۲۰)

بہر حال اب تک کوئی ایسی صحیح اور صریح روایت بندے کے سامنے نہیں آئی جس میں آپ ﷺ نے صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کا حکم دیا ہو، یا آپ ﷺ نے خود عملاً دائیں ہاتھ سے مصافحہ کیا اور بائیں ہاتھ کو دور رکھا ہو ہاتھ نہ لگایا ہو، نہ ہی آپ ﷺ کے سامنے کسی نے اس طرح کیا ہے، نہ ہی ’’ید‘‘ کے ساتھ ’’واحدۃ‘‘ کی قید کسی حدیث میں ہے، لہٰذا بندے کے نزدیک احادیث وآثار اور عقل کی روشنی میں دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون اور بہتر عمل ہے، واللّٰہ أعلم بالصواب۔

حوالہ جات

۱:......صحیح بخاری: کتاب الاستئذان، باب المصافحۃ، ج:۸، ص:۹۵
۲:......ایضاً
۳:......ایضاً
۴:......ایضاً
۵:......فتح الباری: کتاب الاستئذان، باب المصافحۃ، ج:۱۱، ص:۵۵
۶:......التاریخ الکبیر: ج:۱، ص:۲۴۳، رقم:۴۸۰۱
۷:......فیض الباری: کتاب الاستئذان، باب المصافحۃ، ج:۶، ص:۴۰۲
۸:......الأدب المفرد: باب تقبیل الید، ص:۲۴۵
۹:......المعجم الکبیر للطبرانی: باب الصاد، ج:۸، رقم الحدیث:۶۷۰۸
۱۰:......مسند احمد: مسند أنس بن مالک، رقم الحدیث:۱۵۴۲۱۔
۱۱:......مسند أبی یعلی: مسند أنس بن مالک، ج:۷، ص:۵۶۱، رقم الحدیث:۹۳۱۴
۱۲:......مشارق الأنوار علی صحاح الآثار: حرف الصاد، مادۃ: (ص ف ح) ج:۲، ص:۹۴
۱۳:......رد المحتار: کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء، ج:۶، ص:۲۸۳
۱۴:......مجمع الانھر: کتاب الکراھیۃ، باب أحکام النظر، ج:۲، ص:۱۴۵
۱۵:......الاسراء:۹۲
۱۶:......صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب: المسلم من سلم المسلمون الخ، ج:۱، ص:۱۱
۱۷:......صحیح مسلم: کتاب الایمان، ج:۱، ص:۹۶، رقم الحدیث:۹۴
۱۸:......صحیح بخاری: کتاب الدعوات، ج:۸، ص:۹۶، رقم الحدیث:۶۱۳۶
۱۹:......البرھان فی علوم القرآن: النوع الحادی والأربعون، ج:۲، ص:۱۶۷
۲۰:......فتح الباری: کتاب الاذان، ج:۲، ص:۳۲۷